۱۵ جُمادی الاُولیٰ ۱۴۴۷ھ / 07 نومبر 2025ء

دُعائے عبدِ مُضطر سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ۔ [النمل:62]

دُنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کی نظر ظاہر تک محدود ہے... وہ فقط اسباب کو دیکھتے ہیں اور اسباب کو پیدا فرمانے والی ہستی کی قدرت اُن کے پیشِ نظر نہیں ہوتی... وہ دَولت و معیشت کو ہی سارا کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اِس حقیقت سے غافل رہتے ہیں کہ موت کا ایک جھٹکا لگتے ہی دَولت کا اَنبار بے کار اور معیشت کا حصول فضول ہو جاتا ہے... وہ ٹیکنالوجی (Technology) کی طاقت کو تو مانتے ہیں، مگر ٹیکنالوجی اور اُس کے نتائج کو تخلیق فرمانے والے قادرِ مطلق جَلَّ مَجْدُہٗ کی قوّت کا اِدراک نہیں کر پاتے... ایسی آوارہ فکر کے حامل افراد کو مادہ پرست (Materialist) کہا جاتا ہے۔ مسلمان کی سوچ اور انداز ہر گز ایسے نہیں ہونے چاہییں۔

اسلام یہ تربیت فرماتا ہے کہ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی ہے، بلکہ باطن ہی اصل چیز ہے.... ربِّ کریم کے بنائے ہوئے نظام میں اسباب کی اہمیت ہے، مگر اسباب اپنے خالق کی قدرت کے تابع ہیں، اُس کا حکم ہو تو ہی اسباب اثر کرتے ہیں اور وہ نہ چاہے تو تمام اسباب بے کار ہو جاتے ہیں... دَولت فقط دُنیا میں زندگی گزارنے کے لیے ہے اور زندگی ختم ہوتے ہی دَولت کی بھی انتہا ہو جائے گی، اصل چیز تو ربِّ کریم کی رِضا ہے جو دولت سے نہیں، نیک کاموں کی برکت سے نصیب ہوتی ہے۔

مادہ پرستی اور اسلامی نظریات میں فرق کے حوالے سے "دُعا" کے تناظر میں غور کیجیے! مادیّت کے پُجاری اِس کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں: معیشت کے مقابلے میں دُعا کیا کرے گی اور اسلحہ کی طاقت کے سامنے التجا کس کام آئے گی؟ لیکن پختہ ایمان والا بندہ کہتا ہے: دُعا کی طاقت جہان بھر کے اسباب سے بڑھ کر ہے؛ کیونکہ اسباب بندہ خود فراہم کرتا ہے اور بندہ تو پھر بندہ ہی ہے... جب کہ دُعا اُس ہستی سے کی جاتی ہے جو خالق ہے اور خالق کی قدرت تمام جہان کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے۔ اسلام تربیت فرماتا ہے: دَولت پر نظر نہ رکھو؛ کیونکہ پورا زور لگانے کے باوُجود بھی یہ اتنی ہی ملے گی جتنی مالکِ کریم نے ازل میں تمہارے لیے مقدّر فرمائی ہے، بلکہ اُس پر نظر رکھو جس کے دستِ قدرت میں یہ اختیار ہے کہ کس کو کتنی دَولت عطا کرنی ہے!... یوں ہی ٹیکنالوجی پر بھروسا نہ کرو؛ کیونکہ جب ربِّ کریم اپنی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے تو دُنیا کی تمام طاقتیں بے بس ہو جاتی ہیں۔

کہنے کو تو ہم میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ مَیں مادہ پرست نہیں ہوں، مذہبی ذہن رکھتا ہوں... مگر ہم اپنے رویّے پر غور کریں تو یہ تلخ حقیقت واضح ہو گی کہ معاشرے کے زیادہ تر افراد مادہ پرستی کی نحوست سے متأثّر ہیں۔ یقین نہ ہو تو فقط دُعا سے متعلق ہی غور کر لیجیے کہ ہم کتنے ذوق سے اپنے ربِّ کریم کے حضور دُعائیں کرتے ہیں اور کس قدر اُس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہیں!

شوق و ذوقِ دُعا بڑھانے کے لیے گزشتہ جمعۃ المبارک کو قرآن و سنت کی روشنی میں دُعا کے فضائل اور اُس کے آداب سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا تھا۔ آج کے خطبہ میں بھی اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

مسنون دُعاؤں کا معمول

سرکارِ دوعالم ﷺ ربّ العزّت کی بارگاہ میں کثرت کے ساتھ دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ یہ دُعائیں اتنی جامع اور حسین ہیں کہ ہم کوشش کر کے بھی اپنے الفاظ میں اُس طرح کی پُر مغز اور خوب صورت دُعائیں نہیں مانگ سکتے۔ پھر نبوی دُعاؤں میں یہ خوبی بھی ہے کہ امام الانبیا ﷺ کی زبانِ پاک سے نکلنے والے کلمات ربِّ کریم کے حضور نرالی شان کے ساتھ قبول ہوتے ہیں۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے احسان کرتے ہوئے وہ دُعائیں احادیثِ مبارکہ کی صورت میں اُمّت تک منتقل کی ہیں۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ نبیِ کریم ﷺ سے ماثور و منقول دُعاؤں کو اُن کے معانی سمجھ کر یاد کریں اور پھر اُنھیں اپنے معمولات کا حصہ بنائیں۔

یہ اچھی بات ہے کہ تعلیمی اداروں میں بچوں کو کھانے پینے وغیرہ کی دُعائیں یاد کروائی جاتی ہیں، مگر گھروں میں اُن کی عادت نہیں ہوتی؛ اِسی لیے بچے بہت جلد اُنھیں بھول جاتے ہیں۔ اگر ہم نبوی دُعاؤں کو اپنے معمولات کا حصہ بنائیں تو اُنھیں بچوں کے نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی، پھر بچے اپنے گھر والوں سے سُن سُن کر وہ اَدعیہ یاد کر لیں گے اور اِس صورت میں ایسی یاد ہوں گی کہ عمر بھر کے لیے اُن کی عادتِ حسنہ بن جائیں گی۔

لُطف یہ کہ ماثور دُعائیں ربّ تعالیٰ سے کرم و فضل کی بھیک مانگنے کا بہترین ذریعہ بھی ہیں اور ثواب کا لا محدود ذخیرہ بھی ہیں۔ یعنی اُن دُعاؤں کے ذریعے ہماری دُنیا و آخرت کی حاجتیں بھی پوری ہوں گی اور سوچ سے زیادہ اجر و ثواب بھی عطا ہو گا۔

چند دُعاؤں کے تذکرہ سے ایمان کو تازہ کیجیے!

ہر مصیبت سے حفاظت کی دُعا: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادِ نبوی مروی ہے: ”جو شخص شام کے وقت تین بار یہ دُعا پڑھے صبح تک اُس پر ناگہانی آزمائش نہیں آئے گی اور جو صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے شام تک اچانک پیش آنے والی بلاؤں سے محفوظ رہے گا: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (مَیں [ہر مُوذی چیز سے] اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حفاظت طلب کرتا ہوں، جس کا نام [حُسنِ اعتقاد و خلوصِ نیت کے ساتھ] لینے کی صورت میں زمین و آسمان کی کوئی شے نقصان نہیں دیتی اور وہ سُنتا جانتا ہے)“ (سنن ابو داؤد، حدیث:5088، حدیث حسن)

گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی دُعا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادِ نبوی مروی ہے: ”جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے نام سے مدد لیتے ہوئے نکلتا ہوں، مَیں نے اللہ کریم پر بھروسا کیا، بُرائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے) تو فرشتہ اُسے کہتا ہے: كُفِيْتَ وَوُقِيْتَ۔ تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا... اور شیطان اُس سے دُور ہٹ جاتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث:3426، حدیث صحیح)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ عالَم ﷺ سے روایت کیا: "جب کوئی شخص اپنے گھر داخل ہو تو یوں کہے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ (اے اللہ! مَیں تجھ سے داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام سے مدد لیتے ہوئے ہم داخل ہوئے اور اُسی کے نام کو یاد کرتے ہوئے ہم نکلے اور ہم نے اپنے ربّ اللہ پر بھروسا کیا)... پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔" (سنن ابو داوٗد، حدیث:5096)

روایت کا مفہوم ہے کہ بندہ گھر میں جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ (صحیح مسلم:2018)

کھانے اور لباس کی دُعا: حضرت مُعاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان کھانے کے بعد یہ کلمات پڑھے اُس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری قوّت و طاقت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا)"

"اور جو مسلمان لباس پہن کر یہ کلمات کہے اُس کے سابقہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت و قدرت کے بغیر مجھے اِس سے نوازا)"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:1870۔ سنن ابو داوٗد، حدیث:4023۔ جامع ترمذی، حدیث:3458، حدیث حسن)

پسندیدہ چیز دیکھنے کی دُعا: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کا مفہوم ہے: "جسے کوئی چیز پسند آئے / کوئی نعمت ملے، وہ کہے: مَا شَآءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ (وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اللہ کریم کی مدد کے بغیر کسی کی طاقت نہیں) تو اُسے نظرِ بد وغیرہ... کوئی بھی آفت نہیں پہنچے گی۔"[1]

(شعب الایمان، حدیث:4207۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، حدیث:207۔ دعواتِ کبیر للبیہقی، حدیث:566)

کسی کے احسان پر دُعا: سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ۔ یعنی "جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی، اُس نے بھلائی کرنے والے کو کہا: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے) تو اُس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔" (جامع ترمذی، حدیث:2035)

بطورِ نمونہ چند روایات کا ذکر کیا گیا ہے، ایسی بے شمار مختصر، جامع اور حسین دُعائیں احادیثِ کریمہ میں ہمیں سکھائی گئی ہیں۔

اہم نکتہ: دُعا ہمیشہ معنیٰ سمجھ کر مانگنی چاہیے۔ اگرچہ قرآن و سنت میں مذکور الفاظِ کریمہ کا زبان پر آنا بھی برکت سے خالی نہیں، مگر ماثور دُعائیں معنیٰ سمجھ کر مانگی جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہو جاتی ہیں۔ بزرگوں نے ارشاد فرمایا: معنیٰ سمجھے بغیر الفاظ پڑھتے جانا ایسے ہی ہے جیسے جسم بے جان۔ (احسن الوعاء [فضائلِ دعا]، ص:81)

---

[1] في أسانيدِ هٰذه الأحاديثِ كلامٌ، لكنها مؤيّدةٌ بآية الكهف، الرقم:39: وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔۔۔

دوسروں سے دُعا کروانا

دُعا سے متعلق یہ بات بھی اہم ہے کہ انسان کو جہاں خود اپنے لیے دُعائیں مانگنی چاہییں وہاں دوسروں سے بھی دُعا کروانی چاہیے۔ خاص طور پر نیک لوگوں سے دُعا کی درخواست کرنی چاہیے... والدین اور اساتذہ ومشائخ کی دُعاؤں کی برکتیں لُوٹنی چاہییں.. روزہ داروں، حاجیوں اور بیماروں کو دُعا کے لیے کہنا چاہیے... بچوں سے دُعا کروانی چاہیے... نیز کمزور اور حاجت مند مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کر کے اُن سے دُعائیں لینی چاہییں... حتّٰی کہ خود علماء وصالحین کو بھی چاہیے کہ دوسروں کو اپنے لیے دُعا کرنے کا کہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ دُعائیں بہت اثر دکھائیں گی۔ دوسروں سے دُعا کروانے میں عاجزی ہے اور ربّ العزّت بندے کی عاجزی کو بہت پسند فرماتا ہے۔

ارشادِ نبوی: سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر التابعین حضرت اُویس قَرَنی علیہ الرحمہ سے ملاقات کا شوق رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ دَورِ فاروقی میں مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ۔ یعنی "اویس ربِّ کریم کو ایسا پیارا ہے کہ اگر وہ اللہ کے کرم پر بھروسا کر کے قسم اُٹھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی قسم کو پورا فرمادیتا ہے، اگر تمہارے لیے ممکن ہو کہ اویس سے اپنی بخشش کی دُعا کرواؤ تو ضرور ایسا کرنا!" یہ فرمانِ نبوی ذکر کر کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُنھیں فرمایا: فَاسْتَغْفِرْ لِي! میرے لیے مغفرت کی دُعا کیجیے! چنانچہ اُنھوں نے آپ کے لیے استغفار کیا۔ (صحیح مسلم، حدیث:2542)

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُتبہ بلاشبہ حضرت اُویس قرنی علیہ الرحمہ سے بلند ہے، مگر اُمّت کی تربیت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیدنا اویس رضی اللہ عنہ سے دُعا کروانے کا حکم فرمایا۔

اُسوۂ حسنہ: سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلنے والی دُعا کو اجابت وقبولیت جُھک کر گلے سے لگاتی ہے، اِس کے باوُجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی تربیت کے لیے دوسروں کو دُعا کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرہ شریف کے لیے روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَيْ أُخَيَّ! أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا![1] یعنی "میرے پیارے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا، ہمیں بھول نہ جانا!" (جامع ترمذی، حدیث:3562) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا محبّت بھرا کلمہ فرمایا کہ مجھے اِس کے بدلے میں ساری دُنیا کا مل جانا بھی پسند نہیں۔ (سنن ابوداؤد:1498)

---

[1] فِيهِ إِظْهَارُ الْخُضُوعِ وَالْمَسْكَنَةِ فِي مَقَامِ الْعُبُودِيَّةِ... وَحَثٌّ لِلْأُمَّةِ عَلَى الرَّغْبَةِ فِي دُعَاءِ الصَّالِحِينَ وَأَهْلِ الْعِبَادَةِ، وَتَنْبِيهٌ لَهُمْ عَلَى أَنْ لَا يُخَصُّوا أَنْفُسَهُمْ بِالدُّعَاءِ وَلَا يُشَارِكُوا فِيهِ أَقَارِبَهُمْ وَأَحِبَّاءَهُمْ، لَا سِيَّمَا فِي مَظَانِّ الْإِجَابَةِ، وَتَفْخِيمٌ لِشَأْنِ عُمَرَ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

دوسروں کے لیے دُعا کرنا

رِضائے اِلٰہی کے لیے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا اور اُنھیں فائدہ پہنچانے کے لیے کوشش کرنا بہت مقبول عمل ہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے لیے دُعا کے بعد دوسرے مسلمانوں کا بھلا بھی مانگے... خصوصًا والدین، اساتذہ ومشائخ اور دیگر محسنین کے لیے ضرور دُعائیں کرنی چاہییں۔

دوسروں کے لیے دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے[1] اور دُعا کرنے والے کو اِس قدر فوائد نصیب ہوتے ہیں کہ اگر انسان اُن پر غور کرے تو معلوم ہو گا کہ حقیقت میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنے والا اُن سے زیادہ اپنا فائدہ کرتا ہے۔ چند فوائد یہ ہیں:

قبولیت: بعض اوقات دُعا کرنے والا عطا کے قابل نہیں ہوتا، مگر جب وہ دوسرے مسلمانوں کو دُعا میں شریک کرتا ہے تو اُن میں سے کسی پیارے کے طفیل دُعا کرنے والے کو بھی نواز دیا جاتا ہے؛ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت گوارا نہیں کرتی کہ وہ دُعا میں شامل محبوبوں کو تو عطا کر دے، مگر اُن کا نام لینے والے کو محروم رکھے۔

روایت میں ہے کہ سرورِ عالَم ﷺ نے ایک صاحب کو یہ دُعا کرتے ہوئے سُنا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ! اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ! اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ! اے اللہ مجھے بخش دے! اِلٰہی! مجھ پر رحم فرما! مالک! میری توبہ قبول فرما! تو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا: عَمِّمْ! فَفَضْلُ مَا بَیْنَ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ یعنی "دُعا میں تعمیم کرو (صرف اپنے لیے نہ مانگو، دوسرے مسلمانوں کو بھی دُعا میں شامل کرو)! عام اور خاص دُعا میں زمین وآسمان کا فرق ہے (عام دُعا خاص دُعا سے بہت افضل ہے)۔"

(مراسیلِ ابوداؤد، ص:115، حدیث:80۔ سننِ کبریٰ للبیہقی: 5351۔ والحدیث مؤیّد بالنصوص وتلقّی العلماء بالقبول)

بے شمار نیکیاں: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ[2] حَسَنَۃً۔ یعنی "جو تمام مسلمان مَردوں اور عورتوں کی مغفرت کے لیے دُعا کرے اللہ تعالیٰ اُسے (زندہ ووفات یافتہ) ہر مسلمان مَرد وعورت کے بدلے میں ایک نیکی عطا فرمائے گا۔"

(مسند الشامیین للطبرانی، حدیث: 2155۔ قال الھیثمیؒ فی مجمع الزوائد [210/10، رقم: 17598]: إسنادہ جیّد)

---

[1] عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا دَعْوَۃٌ أَسْرَعَ إِجَابَۃً مِّنْ دَعْوَۃِ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1980)
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: خَمْسُ دَعَوَاتٍ یُّسْتَجَابُ لَھُنَّ: دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ حِیْنَ یَسْتَنْصِرُ، وَدَعْوَۃُ الْحَاجِّ حِیْنَ یَصْدُرُ، وَدَعْوَۃُ الْمُجَاھِدِ حِیْنَ یَقْفُلُ، وَدَعْوَۃُ الْمَرِیْضِ حِیْنَ یَبْرَأُ، وَدَعْوَۃُ الْأَخِ لِأَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ۔ ثُمَّ قَالَ: وَأَسْرَعُ ھٰذِہِ الدَّعَوَاتِ إِجَابَۃً دَعْوَۃُ الْأَخِ لِأَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ۔ (شعب الایمان، حدیث: 1087۔ دعواتِ کبیر للبیہقی، حدیث: 671)

[2] ظَاھِرُہٗ یَعُمُّ الْأَحْیَاءَ وَالْأَمْوَاتَ۔ (التنویر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث: 8400)

خیر کی عطا: مسلمانوں کے لیے دُعا پر عطا ہونے والی رحمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ جو بھلائی دوسرے مسلمان کے لیے مانگتا ہے ربِّ کریم اپنے فضل سے وہی خیر دُعا کرنے والے کو بھی عطا فرما دیتا ہے۔

حکیم الاُمّت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد حضرت صفوان رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مَیں حج کے لیے جانا چاہتا تھا، شام میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر حاضر ہوا، آپ گھر میں موجود نہیں تھے، آپ کی اہلیہ محترمہ سیدتنا اُمّ درداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، اُنھوں نے مجھے دُعا کے لیے حکم کیا اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔ یعنی "جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عدم موجودگی میں اُس کے لیے دُعا کرتا ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے، دُعا کرنے والے کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے جو بھی دُعائے خیر کرے فرشتہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تیری دُعا قبول فرمائے اور تجھے بھی ایسی بھلائی عطا کرے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2733۔ الادب المفرد للبخاری، حدیث: 625)

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سید غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے علمی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور اُمّتِ مسلمہ پر بہت احسان کیا۔ اُنھوں نے "تبیان القرآن" کے نام سے قرآنِ مجید کی نہایت شان دار تفسیر لکھی، جس کی قدر اہلِ علم جانتے ہیں۔ یہ حدیثِ مبارک ذکر کرکے اُنھوں نے تحریر فرمایا: "مجھے اِس حدیث کی صداقت کا تجربہ ہے۔ مجھے علم تھا کہ میرے دوست علامہ محمد عبد الحکیم صاحب شرف قادری (علیہ الرحمہ، سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) قرآنِ مجید کی تفسیر لکھنا چاہتے ہیں۔ 1994ء میں مدینہ طیّبہ میں میری اُن سے ملاقات ہوئی، ہم گنبد خضرا کے سائے میں کھڑے تھے۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا: میرے لیے دعا کریں۔ میں نے دُعا کی کہ اِلٰہَ العالمین! علامہ شرف صاحب کو قرآنِ مجید کی تفسیر لکھنے کا شرف عطا فرما! اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا میرے حق میں قبول فرمالی، مَیں نے اُسی سال تفسیر لکھنی شروع کی اور اب 2000ء میں سورۂ بنی اسرائیل تک یہ تفسیر پہنچ گئی اور ان شاء اللہ باقی بھی مکمل ہو جائے گی (بحمد اللہ یہ تفسیر تکمیل کے بعد دُنیا بھر میں مقبولِ عوام وخواص ہے)۔ (تبیان القرآن، ج:6، ص:692)

یہ دُعا حضرت شرفِ ملّت علیہ الرحمہ کے حق میں بھی قبول ہوئی۔ اُنھوں نے بھی قرآنِ مجید کا بہت شان دار ترجمہ لکھا، جو "انوار الفرقان" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

جو عمل اِخلاص کے ساتھ ہو وہ بے شمار رحمتوں کا ذریعہ بنتا ہے۔ جب دوسرے مسلمان کی غیر موجودگی میں اُس کے لیے دُعا کی جائے تو اِس میں دِکھاوا نہیں ہوتا، چنانچہ یہ دوسرے کے ساتھ ساتھ اپنے حق میں بھی قبول ہوتی ہے۔ محدثین نے لکھا: چونکہ بنیاد اِخلاص ہے؛ لہٰذا اگر دوسرے مسلمان کی موجودگی میں اُس سے چھپا کر اِخلاص کے ساتھ دُعا کی جائے تو بھی یہی برکتیں نصیب ہوں گی۔[1]

---

[1] بِظَهْرِ الْغَيْبِ: أَيْ فِي غَيْبَةِ الْمَدْعُوِّ لَهُ عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ حَاضِرًا مَعَهُ بِأَنْ دَعَا لَهُ بِقَلْبِهِ حِينَئِذٍ أَوْ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَسْمَعْهُ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

اوقاتِ قبول کی تلاش

ویسے تو ہر روز و شب، پورا ہفتہ، سارا مہینہ اور تمام سال اللہ تعالیٰ کے ہی پیدا کردہ ہیں، مگر کچھ اوقات اُس کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہیں، اُن میں دُعا کی جائے تو قبولیت کی اُمّید بڑھ جاتی ہے۔ چند مقبول اوقات یہ ہیں:

⇐ آدھی رات اور اُس کا آخری پہر، یعنی تہجد کا وقت۔

⇐ سورج ڈھلنے اور غروب ہونے کے اوقات، یعنی جب نمازِ ظہر اور نمازِ مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے۔

⇐ اذان و اقامت کا درمیانی وقت اور نماز ادا کرنے کے بعد۔[1]

⇐ مسجد کی طرف جانے کا وقت۔

⇐ قرآنِ مجید کی تلاوت و سماعت کے بعد کی ساعتیں، خصوصًا جس وقت قرآنِ حکیم کی تلاوت مکمل ہو۔

⇐ مسلمانوں کے اجتماع میں، خصوصًا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ کے ذکرِ پاک کی محافل میں۔

⇐ جس وقت دل نرم ہو اور اللہ تعالیٰ کے خوف یا اُس کی محبت میں رونا آئے۔

⇐ شبِ جمعہ (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) اور روزِ جمعہ، خصوصًا امام کے (عربی) خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے اختتام تک[2] اور جمعہ کے دن غروبِ آفتاب سے پہلے کے لمحات۔

⇐ بدھ کے روز نمازِ ظہر اور عصر کے درمیان۔

⇐ بارش برسنے کا وقت۔

⇐ آبِ زمزم پینے کے بعد کی ساعت۔

⇐ دُشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد کا موقع۔

⇐ ماہِ رَمضان المبارک، خصوصًا سحر و افطار کے اوقات اور اُس کی راتیں، اخص الخاص طور پر شبِ قدر۔

⇐ ذوالحجہ کے پہلے دس دن، خاص طور پر عرفہ (نو ذوالحجہ) کا دن۔

⇐ رجب کی چاند رات

⇐ شبِ برأت (شعبان کی پندھوں رات)۔

⇐ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں۔[3]

---

[1] ظہر، مغرب اور عشا میں فرض پڑھنے کے بعد مختصر دُعا پر اکتفا کرنا چاہیے؛ تاکہ فرائض اور سنتوں کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو۔

[2] اِس وقت مقتدی دل میں دُعا کر سکتا ہے یا موقع ملے تو قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور دُرودِ پاک کے بعد عربی دُعا کر سکتا ہے؛ اذانِ ثانی سے سلام تک خاموشی لازم ہے۔

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے والدِ اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ کی تالیف احسن الوعاء [فضائلِ دُعا]، فصلِ سوم، ص: 115 تا 127، مکتبۃ المدینہ

حرفِ آخر: مضطر کی دُعا اور ربِّ کریم کی عطا

ایک شخص کو کوئی حاجت پیش آئے یا وہ کسی مشکل میں ہو اور اُسے وقت کے سب سے زیادہ بااختیار شخص تک رسائی بھی حاصل ہو، مگر وہ اپنی ضرورت یا مشکل سے متعلق بااختیار شخص کو گزارش کرنے کے بجائے خود ہی اُس کے حل کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہے یا اپنے جیسے بے بس لوگوں کو دُکھڑا سناتا رہے تو لوگ اُسے احمق کہیں گے؛ اِس لیے کہ اگر وہ جائز کام سے متعلق صاحبِ اختیار سے بات کرے تو بہت جلد اُس کی ضرورت پوری ہو جائے گی، جب کہ خود سرگرداں رہے تو ممکن ہے کہ عرصہ لگ جائے۔

بلا تشبیہ و تمثیل خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے اپنے ہر بندے کو یہ اجازت عطا فرما رکھی ہے کہ وہ اپنی کوئی بھی جائز حاجت... کسی بھی وقت میں... کسی بھی بولی میں.. بغیر کسی جھجک کے اُس کے حضور پیش کر سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ہر ایک کو التجا کی اجازت ہے، بلکہ وہ اپنی بارگاہ سے بھیک مانگنے والوں پر راضی ہوتا ہے، حتّٰی کہ اُس نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ذریعے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ کن آداب کا لحاظ کرنے سے التجائیں جلد قبول ہوتی ہیں اور کون سی چیزیں قبولیت سے رُکاوٹ بنتی ہیں۔ اِس کے باوُجود اگر ہم اپنی حاجتوں اور مشکلات کے سلسلے میں اپنے ربِّ کریم سے دُعائیں اور مدد مانگنے میں غفلت برتتے ہوئے فقط اسباب کے چکر میں پھنسے رہیں اور دُنیا داروں سے اُمیدیں وابستہ رکھیں تو کیا بڑے احمق نہیں ہوں گے!

دُنیادار تو بے بس اور لاچار لوگوں کی بات سُننا بھی گوارا نہیں کرتے، جب کہ ربِّ کریم کی شان یہ ہے کہ بندہ جتنا زیادہ مجبور اور بے قرار ہو کر اُسے پکارے وہ اُسی قدر جلد کرم فرماتا ہے اور اُتنا ہی بیشتر نوازتا ہے؛ اِسی لیے تو ربِّ کریم نے قرآنِ عظیم میں خصوصیت کے ساتھ مُضطر (مجبور و لاچار) کی دُعا قبول ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ... مفہوم یہ کہ "جب بے بس آدمی پکارتا ہے تو اس کی دُعا کو اللہ ہی قبول کرتا ہے اور وہی اس کی تکلیف کو دُور فرماتا ہے۔" [النمل 62:27]

یہ تلخ حقیقت ہے کہ مادہ پرستی اور دُنیاداری کی نحوست کے سبب ہم اپنے ربِّ کریم کے حضور دُعا کرنے سے بہت غافل ہیں۔ اِس سُستی و غفلت کے اِزالے کے لیے آخری دو خطبات میں دُعا سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کی دُعائیں ضرور قبول فرماتا ہے... کبھی وہی مل جاتا ہے جس کا بندہ سوال کرتا ہے اور کبھی کسی اور صورت میں مزید اعلیٰ شان کے ساتھ قبولیت ہو جاتی ہے، تاہم کچھ چیزیں قبول ہونے میں رُکاوٹ ہیں، اگر ہم اُن سے پرہیز نہ کریں تو ہماری اپنی نالائقی ہے۔

2) قرآن و سنت میں دُعا کے کچھ آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں، اگر بندہ اُن کا لحاظ رکھے تو دُعائیں جلد قبول ہوتی ہیں... مثلاً:

i. دُعا سے پہلے گناہوں سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔

ii. نماز، صدقہ و خیرات اور نیکی کے دیگر کام کر کے دُعا کی جائے تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

iii. دُعا کے وقت دل کو دُنیاوی خیالات سے پاک رکھنا بے حد مفید ہے۔

iv. دُعا میں دل بھی عاجزی سے پُر ہونا چاہیے، الفاظ بھی منت سماجت والے ہوں اور انداز بھی انکساری والا ہو۔

v. اوّل و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں دُرود و سلام کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

vi. محبوبانِ خدا کا اور اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا ربِّ کریم کا حکم بھی ہے، سنّتِ نبوی بھی ہے اور قبولیت کا اہم ذریعہ بھی۔

vii. دُشمنانِ اسلام کے علاوہ کسی کے خلاف بد دُعا نہیں کرنی چاہیے، اگرچہ مظلوم کو ظالم کے خلاف دُعا کرنے کی اجازت ہے۔

3) اپنی حاجات و مشکلات کے سلسلے میں خود بھی دُعا کرنی چاہیے اور دوسروں سے بھی دُعائیں کروانی چاہییں.... خصوصًا والدین، اساتذہ و مشائخ، صالحین، بچوں اور کمزور مسلمانوں سے دُعائیں لینا انسان کی دُنیا و آخرت کو سنوار دیتا ہے۔

4) اپنے لیے دُعا کے ساتھ ساتھ دُوسرے مسلمانوں کے لیے بھی ربِّ کریم سے بھیک مانگنی چاہیے۔ اِس پر بے پناہ اجر بھی عطا ہوتا ہے اور بے شمار برکتیں بھی نصیب ہوتی ہیں۔

5) نبیِ کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی دُعائیں مختصر و جامع بھی ہیں اور نہایت مؤثّر بھی۔ ہمیں چاہیے کہ ماثور دُعائیں اُن کے معانی سمجھ کر یاد کریں اور اُنھیں اپنے معمولات میں شامل کریں۔

6) کچھ اوقات ربِّ کریم کے حضور بہت مقبول ہیں، اُن میں دُعا کا اثر جلد ظاہر ہوتا ہے، جیسے رات کا وقت، ساعتِ جمعہ اور نماز کے بعد کا وقت؛ لہٰذا ہمیں اِن اوقات کی بھی خوب برکتیں سمیٹنی چاہییں۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اگلے خطبہ میں بھی دُعا سے متعلق مزید کچھ باتوں کا تذکرہ ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

شرعی مسئلہ: اگر خرید و فروخت کی نشست میں مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) کا ثمن (Price) اور اُس کی ادائیگی کے لیے ایک معلوم مدت طے کر لی جائے اور اُس وقتِ مقرر تک ثمن ادا نہ کرنے کی صورت میں خریدار پر کوئی جرمانہ عائد نہ کیا جائے، اِسی طرح کوئی اور شرط شرعی اُصولوں کے خلاف نہ ہو تو قسطوں (Installments) پر اشیا کی خرید و فروخت جائز ہے۔

قیمت متعین نہ کی جائے یا تاخیر پر جرمانہ ہو یا کوئی اور خلافِ شریعت شرط ہو تو بیع جائز نہیں ہوگی۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: مجلہ النظامیہ، اکتوبر 2021ء، ص:44، ناشر: مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان[1])

[1] مجلہ النظامیہ کا کوئی بھی شمارہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے ویب سائٹ وزٹ کریں: https://majallaalnizamia.vercel.app/

اللہ تعالیٰ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی پیاری دُعاؤں کے صدقے میں ہمیں ہمیشہ اپنی بارگاہ سے خیر مانگنے کی توفیق سے نوازے اور ہمیشہ ہماری نیک دُعاؤں کو اپنے فضل و کرم کے ساتھ قبول فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!